دم ورُقیہ، اسمائے صالحین سے تبرک واستفادہ
اور "نسخۂ بغدادی" کے جواز ومشروعیت پر ایک تحقیقی جائزہ بنام

القول الشافي في جواز نسخة البغدادي

المعروف

نسخۂ بغدادی کی شرعی حیثیت

نوازش رحمانی رضوی مدنی

MAKTABATUL MADINA INDIA
DAWATEISLAMI INDIA
پیشکش: المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی ہند)

دم ورُقیہ کے جواز، اسمائے صالحین سے تبرک واستفادہ اور "نسخۂ بغدادی" کی جواز ومشروعیت پر ایک تحقیقی جائزہ بنام:

القول الشافي في جواز نسخة البغدادي

المعروف

نسخۂ بغدادی کی شرعی حیثیت

از

نوازش رحمانی رضوی مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: القول الشافي في جواز نسخة البغدادي

مرتب: مولانانوازش رحمانی رضوی مدنی

پروف ریڈنگ:

موضوع: دم، تعویذ(نسخۂ بغدادی)

کل صفحات: 45

پیش کش:

بموقع: گیارہویں شریف1448ھ

فہرست

شرفِ انتساب.......... 4

بسم اللہ الرحمن الرحیم.......... 5

نسخۂ بغدادی کیا ہے؟.......... 7

نسخۂ بغدادی کا طریقہ کار.......... 8

دم و رُقیہ: ایک شرعی عمل ہے.......... 9

قرآنِ کریم سے دم کا ثبوت.......... 10

دم کی شرعی حدود.......... 13

دم میں قرآن کے علاوہ الفاظ کا استعمال.......... 14

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ.......... 16

اسمائے انبیاء علیہم السلام سے منقول اعمال اور اس کی برکت.......... 18

حضرت دانیال علیہ السلام کے نام سے منقول عمل اور اس کی برکت.......... 18

حضرت نوح علیہ السلام کے نام سے منقول عمل اور اس کی برکت.......... 20

اسمائے اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم سے استفادہ اور برکت.......... 23

مدینۂ منورہ کے فقہائے سبعہ کے اسمائے مبارکہ کی برکت.......... 31

اصحابِ کہف کے اسمائے مبارکہ کی برکت.......... 33

شیخ علی بن ہیتی کے نام کی برکت.......... 34

نماز غوثیہ کا طریقہ.......... 36

نسخۂ بغدادی اور اسم غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ.......... 37

"داتا صاحب کی گھوڑی" والے دَم کی حیثیت.......... 38

ایک بنیادی فرق: عقیدہ اور سبب.......... 39

نسخۂ بغدادی پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب.......... 43

شرفِ انتساب

یہ مختصر کاوش!

اپنے مشفق و محترم والدینِ کریمین اور اپنے محسن و مربی ماموں جان حضرت حافظ و قاری سید آلِ رسول رضوی صاحب کے نام۔

جن کی دعائیں محبتیں، شفقتیں اور حوصلہ افزائی میرے لیے باعثِ تقویت رہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کا سایہ شفقت تادیر قائم فرمائے اور ان کی دعاؤں کو میرے حق میں قبول فرمائے، آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وخاتم النبيين، وشفيع المذنبين، ورحمة للعالمين، صلّى الله تعالى عليه وسلّم وعلى آله وأزواجه وأصحابه أجمعين، أما بعد:

اسلام ایک ایسا کامل دین ہے جس نے انسان کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے، بیماری اور تکلیف انسانی زندگی کا حصہ ہیں اور شریعتِ مطہرہ نے جہاں علاج و معالجہ اور دوائی کی اجازت و ترغیب دی ہے، وہیں روحانی علاج، دعا، ذکر اور دم و تعویذ کی اجازت بھی عطا فرمائی ہے اور اس کے واضح احکام بھی بیان فرمائے ہیں۔

قرآنِ کریم کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت قرار دیا ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ [الإسراء: 82]

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ سے مختلف مواقع پر دم کرنا، دم کی اجازت دینا، دم کے الفاظ سننا اور بعض مواقع پر دوسروں کو دم سکھانے کی تلقین بھی ثابت ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانۂ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے اور حضور نے اس دم کو جائز قرار دیا۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ. قال:كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰہ كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ «اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ. لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ».

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم زمانۂ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دم میرے سامنے پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

(صحیح مسلم، ج7، ص20، ح2200، ط: دار الطباعۃ العامرۃ–ترکیا)

یہ حدیث اس باب کا ایک بنیادی اصول بیان کرتی ہے کہ ہر دم ناجائز نہیں، بلکہ دم کا حکم اس کے الفاظ و معانی اور طریقۂ کار کے اعتبار سے مختلف ہو گا، جو دم شرکیہ، کفریہ کلمات یا شریعت کے منافی امور پر مشتمل ہو وہ ممنوع ہے، جبکہ ایسا دم جس میں شرک وغیرہ خلافِ شرع کوئی بات نہ ہو، اس کے جواز کی اصل حدیثِ مبارک سے ثابت ہے۔

اسی اصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس رسالے میں معروف و معمول بہ وظیفہ بنام "نسخۂ بغدادی" کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا جائے گا، اور یہ واضح کیا جائے گا کہ دم ورقیہ کی شرعی اصل کیا ہے، شریعتِ مطہرہ نے اس کے لیے کن اصول و ضوابط کو مقرر فرمایا ہے، اور انہی اصولوں کی روشنی میں اولیائے کرام سے منسوب کسی جائز اور مجرب عمل کی شرعی حیثیت کیا بنتی ہے۔

ساتھ ہی یہ اصول بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ محض اس وجہ سے کسی عمل کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا کہ وہ کسی ولی اللہ یا صالح بزرگ سے منسوب ہے، بعض لوگوں کا طرزِ عمل یہ ہے کہ کسی ولیِ خدا کی نسبت سے منقول کسی عمل کا نام آتے ہی، اس کی شرعی نوعیت اور دلائل کا جائزہ لیے بغیر، فوراً اسے ناجائز، بدعت اور باطل قرار دے دیتے ہیں، یہ علمی و تحقیقی منہج نہیں؛ بلکہ ایسے معاملات میں بغض و تعصب کے بجائے دلیل و انصاف اور اصولِ شریعت کو معیار بنانا چاہیے۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اشخاص نہیں، اصول دیکھے جائیں؛ نسبت نہیں، شرعی حیثیت دیکھی جائے؛ اور جذبات نہیں بلکہ دلیل کی بنیاد پر حکم لگایا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تعصب سے محفوظ رکھتے ہوئے حق کو حق سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نسخۂ بغدادی کیا ہے؟

نسخۂ بغدادی ایک مجرب عمل ہے، جسے مجرب دم کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور اس کی نسبت سرکارِ غوثِ اعظم، شہنشاہِ بغداد، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، شیخِ جیلانی، شہباز لامکانی، پیرانِ پیر، دستگیر، روشن ضمیر، سلطان الاولیاء، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف کی جاتی ہے، قدیم کتب میں اس عمل کا واضح ذکر تو نہیں ملتا، البتہ متاخر اور معاصر علما نے اپنی بعض تصانیف میں اسے نقل کیا ہے۔

اس عمل میں سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گیارہ اسمائے مبارکہ پڑھے جاتے ہیں اور گیارہویں شریف، یعنی ۱۱ ربیع الآخر کی شب گیارہ کھجوروں پر ان اسمائے مبارکہ کا دم کرکے انہیں کھایا جاتا ہے، اہلِ عمل کے تجربے کے مطابق یہ ایک مجرّب عمل ہے اور اس کے ذریعے سال بھر آفات و مصائب سے حفاظت کا تجربہ بیان کیا گیا ہے۔

البتہ اس عمل کے بارے میں یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ قرآن و سنت سے بطورِ خاص ثابت شدہ وظیفہ ہے؛ بلکہ اس کی حیثیت ایک مجرب اور جائز عمل کی ہے، جسے علما کرام و بزرگانِ دین نے اپنے تجربات کی بنیاد پر بیان فرمایا ہے، لہٰذا جو شخص اسے کرے وہ اسے جواز کی حد تک کرے، اور جو نہ کرے اس پر نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ملامت۔

نسخۂ بغدادی کا طریقہ کار

ربیع الآخر کی گیارہویں شب، یعنی بڑی رات سرکارِ غوثِ اعظم، محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی، غوث الصمدانی، قندیلِ نورانی، پیروں کے پیر، پیر دَستگیر، روشن ضمیر، پیرِ پیراں، میرِ میراں، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گیارہ اسمائے مبارکہ پڑھ کر گیارہ کھجوروں پر دم کیا جاتا ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں، درمیان میں سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گیارہ اسمائے مبارکہ پڑھ کر گیارہ کھجوروں پر دم کریں، پھر اسی رات وہ کھجوریں کھالیں۔

اہلِ تجربہ کے مطابق یہ ایک مجرب عمل ہے اور اس سے سال بھر آفات و مصائب سے حفاظت کا تجربہ بیان کیا گیا ہے، البتہ اسے قرآن و سنت سے ثابت شدہ لازم وظیفہ نہ سمجھا جائے، بلکہ جائز اور مجرب عمل کی حیثیت سے کیا جائے، ان شاءاللہ عزوجل اللہ پاک کے فضل و کرم سے فائدہ ہو گا۔

گیارہ اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

(1) سیِّدمُحْیُ الدِّین سلطان
(2) مُحْیُ الدِّین قطب
(3) مُحْیُ الدِّین خواجه
(4) مُحْیُ الدِّین مَخْدُوم
(5) مُحْیُ الدِّین ولی
(6) مُحْیُ الدِّین بادشاه
(7) مُحْیُ الدِّین شیخ
(8) مُحْیُ الدِّین مَولٰنا
(9) مُحْیُ الدِّین غوث
(10) مُحْیُ الدِّین خلیل
(11) مُحْیُ الدِّین۔

دم ورُقیہ: ایک شرعی عمل ہے

محترم قارئین! دم یا رقیہ کوئی نیا تصور نہیں جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو، رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی مختلف اقوام میں دم کا رواج تھا اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہر دم کو یکسر منع نہیں فرمایا بلکہ اس میں موجود باطل اور شرکیہ امور کو ختم کر کے جائز رقیہ کی اجازت عطا فرمائی۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ ایک ایسا دم جانتے تھے جس سے بچھو کے ڈنک کا علاج کرتے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس دم کو پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «مَا أَرَى بَأْسًا. مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أخاه فلينفعه».

ترجمہ: یعنی میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، تم میں سے جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو اسے فائدہ پہنچانا چاہیے۔

(صحیح مسلم، ج7، ص20، ح2199، ط: دار الطباعة العامرة–ترکیا)

اس سے معلوم ہوا کہ صاحب شریعت ﷺ نے فائدہ مند اور شرک سے پاک رقیہ کو برقرار رکھا ہے۔

قرآنِ کریم سے دم کا ثبوت

قرآنِ کریم خود شفا اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

[الإسراء: 82]

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح محمد قاسم القادری عطاری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: قرآن شفا ہے کہ اس سے ظاہری و باطنی

اَمراض، گمراہی اور جہالت وغیرہ دور ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی صحت حاصل ہوتی ہے۔ باطل عقائد، رذیل اخلاق اس کے ذریعے دفع ہوتے ہیں اور عقائدِ حقہ ، معارفِ الٰہیہ ، صفاتِ حمیدہ اور اَخلاقِ فاضلہ حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہ کتابِ مجید ایسے علوم و دلائل پر مشتمل ہے جو وہم پر مَبنی چیزوں کو اور شیطانی ظلمتوں کو اپنے انوار سے نیست و نابُود کر دیتے ہیں اور اس کا ایک ایک حرف برکات کا گنجینہ و خزانہ ہے جس سے جسمانی امراض اور آسیب دور ہوتے ہیں۔

(تفسیر صراط الجنان، ج5، ص502-503، مکتبۃ المدینہ)

اسی بنا پر قرآن کی سورت اور آیات سے دم کرنا امت میں صدرِ اول سے معروف و معمول بہ ہے، خصوصاً سورہ فاتحہ سے دم کرنے کا واقعہ صحیح احادیث میں موجود ہے، جس سے قرآن کے ذریعے روحانی علاج کی اصل مزید واضح ہوتی ہے۔

حدیث: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه:أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَتَوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولَئِكَ، فَقَالُوا: هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ؟ فَقَالُوا: إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا، وَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ، فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّاءِ، فَقَالُوا: لَا نَأْخُذُهُ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ فَضَحِكَ وَقَالَ: وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ حضرات عرب کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے، انہوں نے ان صحابہ کی مہمان نوازی نہیں کی، وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا، قبیلے کے لوگوں نے صحابہ کرام سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا دم کرنے والا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: تم نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی، اس لیے ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے لیے کچھ معاوضہ مقرر نہ کرو۔

چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ معاوضے میں مقرر کر دیا، پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کی اور اپنا تھوڑا سا لعاب (تھوک) اس کو لگایا، اور وہ شخص صحت یاب ہو گیا، پھر وہ لوگ بکریاں لے کر (دوسرے) صحابہ کرام کے پاس آئے، انہوں نے کہا: ہم یہ بکریاں اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم دریافت نہ کر لیں، پھر صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ دم ہے؟ ان بکریوں کو لے لو اور میرے لیے بھی ان میں ایک حصہ مقرر کرو۔

(صحيح البخاري، ج7، ص379، ح5736، ط: دار التأصيل—القاهرة)

لہٰذا قرآن سے دم کرنا اصل اور افضل ہے اور کسی بھی دوسرے جائز طریقے پر قرآنِ کریم کو مقدم ہی رکھا جائے گا، لہٰذا آیات قرآنیہ سے ہی دم کیا جائے مگر کوئی کسی

جائز طریقے سے جیسے انبیاء، اولیاء، بزرگان دین کے اسماء مبارکہ سے دم کرے تو بھی جائز ہے، اسے ناجائز یا بدعت کہنا جہالت ہے۔

دم کی شرعی حدود

اسلام میں ہر قسم کا دم اور رقیہ ممنوع نہیں، بلکہ شریعتِ مطہرہ نے اس کے جواز کے ساتھ کچھ شرائط اور حدود بھی مقرر فرمائی ہیں، جیسا کہ گزشتہ بحث میں بیان ہو چکا کہ نبی کریم ﷺ نے بعض دموں کو برقرار رکھا اور ان سے منع نہیں فرمایا، لہٰذا اصول یہ ہے کہ جو دم شرعی حدود کے مطابق ہو، اس میں شرکیہ الفاظ، کفریہ کلمات یا ناجائز امور شامل نہ ہوں، اور اسے مستقل بالذات مؤثر نہ سمجھا جائے، تو ایسا دم کرنا شرعاً جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ».

ترجمہ: یعنی دم میں اس وقت تک کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

(صحیح مسلم، ج7، ص20، ح2200، ط: دار الطباعۃ العامرۃ–ترکیا)

لہٰذا ایسا دم جس میں: شرکیہ الفاظ ہوں، یا کفریہ کلمات ہوں، یا ناجائز و حرام الفاظ موجود ہوں، یا شریعت کے خلاف عقیدہ پایا جائے، یا کسی غیر اللہ کو مستقل مؤثر سمجھا جائے، یا ایسے مجہول الفاظ ہوں جن میں شرکیہ یا کفریہ مفہوم کا اندیشہ ہو، تو اسے ہرگز ہرگز جائز نہیں کہا جائے گا، البتہ محض یہ بات کہ کسی دم کے الفاظ قرآن کی آیت یا حدیث کا حصہ نہیں، اس سے وہ خود بخود شرک یا حرام نہیں ہو جاتا؛ اصل معیار شرعی حدود و اصول اور الفاظ کا مفہوم ہے۔

دم میں قرآن کے علاوہ الفاظ کا استعمال

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دم کے لیے وہی الفاظ ہو نا ضروری ہیں جو قرآنِ کریم یا احادیثِ مبارکہ میں منقول ہوں، ورنہ وہ دم جائز نہیں ہو گا، حالانکہ یہ بات درست نہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث اس مسئلے میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے، صحابہ کرام نے اپنے بعض دم رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیے اور آپ ﷺ نے انہیں محض اس وجہ سے رد نہیں فرمایا کہ وہ قرآن کی آیات نہیں تھیں، بلکہ فرمایا کہ اگر ان میں شرک نہیں تو حرج نہیں۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ایک غیر قرآنی رقیہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس میں حرج نہیں سمجھا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: «كَانَ لِي خَالٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ، فَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرُّقَى، قَالَ: فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، وَأَنَا أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ! فَقَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ».

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے ایک ماموں بچھو کے ڈنک کا دم کیا کرتے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے سے منع فرمایا، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے، جبکہ میں بچھو کے ڈنک کا دم کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ اسے فائدہ پہنچائے۔

(صحیح مسلم،ج7،ص19،ح2199،ط:دار الطباعۃ العامرۃ–ترکیا)

اسی طرح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانۂ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے اور حضور نے اس دم کو جائز قرار دیا۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: «كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ».

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم زمانۂ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دم میرے سامنے پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

(صحیح مسلم،ج7،ص19،ح2200،ط:دار الطباعۃ العامرۃ–ترکیا)

ان کے علاوہ صحیحین اور دیگر کتبِ حدیث میں بھی درجنوں روایات واحادیث موجود ہیں جن سے قرآنِ کریم کی آیاتِ مبارکہ، احادیثِ رسول ﷺ میں وارد کلمات، اور دیگر جائز الفاظ کے ذریعے دم اور رقیہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، لہٰذا احادیثِ صحیحہ اور متعدد شرعی شواہد کی موجودگی میں مطلقاً غیر قرآنی الفاظ کے ذریعے دم اور رقیہ کے جواز کا انکار کرنا درست نہیں۔

ان مذکورہ احادیث کریمہ سے کم از کم یہ اصول ضرور سامنے آتا ہے کہ رقیہ کا جواز صرف قرآنی آیات تک محدود نہیں، بلکہ شرعی حدود کے اندر غیر قرآنی الفاظ بھی زیرِ جواز آسکتے ہیں اور اس سے دم کیا جا سکتا ہے بلا دلیل اس کو ناجائز و حرام نہیں کہا جا سکتا ہے۔

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

صحابیہ رسول حضرت شفاء رضی اللہ عنہا قبل از قبول اسلام ایک مخصوص بیماری کے لیے دم کیا کرتی تھیں، جب یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے اپنا دم پیش کرنے کو فرمایا، پھر انہیں اس دم کو جاری رکھنے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سکھانے کا حکم دیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

إسماعيل بن محمد بن سعد، أن أبا بكر بن سليمان بن أبي حثمة القرشي، حدثه أن رجلا من الأنصار خرجت به نملة فدل أن الشفاء بنت عبد الله ترقي من النملة، فجاءها فسألها أن ترقيه، فقالت: والله ما رقيت منذ أسلمت، فذهب الأنصاري إلى رسول الله ﷺ فأخبره بالذي قالت الشفاء، فدعا رسول الله ﷺ الشفاء فقال: «اعرضي علي» فأعرضتها عليه، فقال: «أرقيه وعلميها حفصة كما علمتيها الكتاب» هذا حديث صحيح على شرط الشيخين وقد سمعه أبو بكر بن سليمان من جدته.

ترجمہ: حضرت صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ قرشی نے انہیں یہ حدیث بیان کی کہ: انصار میں سے ایک شخص کو نملہ نامی بیماری ہو گئی، کسی نے اسے بتایا کہ حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا نملہ کا دم کرتی ہیں، چنانچہ وہ شخص حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس کا دم کر دیں، حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد سے کسی کا دم نہیں کیا، وہ انصاری شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کی کہی ہوئی بات آپ ﷺ کو بتائی، رسول اللہ ﷺ نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا: اپنا دم میرے سامنے پیش کرو، حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے اپنا دم آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا دم کرو اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ دم سکھاؤ، جس طرح تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور حضرت ابو بکر بن سلیمان نے یہ حدیث اپنی دادی حضرت شفاء رضی اللہ عنہا سے براہِ راست سنی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تلخیص میں فرمایا: یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، ج4، ص63، ح6888، ط: دار الکتب العلمیۃ-بیروت)

یہ روایت رقیہ کے باب میں نہایت اہم مثال ہے، کیونکہ اس میں ایک غیر قرآنی دم کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں

فرمایا بلکہ اس کے استعمال کی اجازت عطا فرمائی اور اسے سکھانے کی تلقین بھی فرمائی تو اس سے غیر قرآنی الفاظ کے ذریعے دم کرنے کا جواز واضح طور پر ثابت ہوتا ہے، لہذا علم سے عاری لوگوں کا یہ خود ساختہ اصول کہ دم کے الفاظ لازماً قرآنِ کریم یا احادیثِ مبارکہ ہی سے منقول ہونے چاہئیں؛ اس روایت کی روشنی میں باطل ہو جاتا ہے؛ کیونکہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے جو دم رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا، اس کے الفاظ نہ قرآنِ کریم کی آیات تھے اور نہ احادیثِ نبوی ﷺ کے الفاظ، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اسے برقرار رکھا اور اس سے منع نہیں فرمایا اور اسی کو تو حدیث تقریری کہتے ہیں لہذا غیر قرآنی الفاظ سے دم کرنا حدیث سے بھی ثابت ہے۔

اسمائے انبیاء علیہم السلام سے منقول اعمال اور اس کی برکت

اب ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ میں بھی ایسی برکت اور تاثیر رکھی ہے کہ ان کے اسمائے گرامی کے ذکر اور وسیلے سے بھی انسان خیر وبرکت اور نفع حاصل کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم نے اپنی کتب میں انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ سے متعلق متعدد فوائد اور مجربات نقل فرمائے ہیں۔

حضرت دانیال علیہ السلام کے نام سے منقول عمل اور اس کی برکت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان منقول ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام کا نام لیا جائے تو انسان شیر کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عِمْرَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رضي الله عنهم قَالَ: «إِذَا كُنْتَ بِوَادٍ تَخَافُ فِيهَا السِّبَاعَ، فَقُلْ: أَعُوذُ بِدَانْيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ»

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم کسی ایسی وادی میں ہو جہاں درندوں سے خوف ہو تو یہ کہو: " أَعُوذُ بِدَانْيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ". میں حضرت دانیال علیہ السلام اور کنویں کے ذریعے شیر کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنّي (364ھ)، ص308، رقم 347، ط: دار القبلۃ للثقافۃ الإسلامیۃ ومؤسسۃ علوم القرآن- جدۃ / بیروت)

حدثنا أبو يوسف القُلُوسيّ، قال: ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي، قال: ثنا عبد العزيز بن عمران، عن إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة، عن داود ابن الحصين، عن عكرمة، عن ابن عبّاس، عن عليّ بن أبي طالب رضي الله عنه، قال: إذا كنت في وادٍ تخاف فيه السبع، فقل: أعوذ بدانيال والجُبِّ من شرِّ الأسد.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جب تم کسی ایسی وادی میں ہو جہاں کسی درندے کا خوف ہو تو یہ کہو: " أعوذ بدانيال والجُبِّ من

شرِّ الأسد". میں حضرت دانیال علیہ السلام اور کنویں کے وسیلے سے شیر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(هواتف الجنان، للخرائطي (327ھ-)، ص44، ط: دار البشائر للطباعة والنشر والتوزيع)

(البداية والنهاية، ابن کثیر (774ھ-)، ج3، ص587، ط: دار عالم الكتب–الرياض)

(حياة الحيوان الكبرى، للدميری (808ھ-)، ج1، ص13، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

(تفسير روح البيان، اسماعیل حقی (1127ھ-)، ج1، ص295، ط: دار الفكر–بيروت)

حضرت نوح علیہ السلام کے نام سے منقول عمل اور اس کی برکت

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور امام ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا نام لینے سے انسان بچھو اور سانپ کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

وذكر أبو عمر بن عبد البر في التمهيد، عن سعيد بن المسيب قال: بلغني أن من قال حين يمسي ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾، لم تلدغه عقرب، وقال عمرو بن دينار: إن مما أخذ على العقرب، أن لا تضر أحدا قال في ليل أو نهار: ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾.

وفي التمهيد، لابن عبد البر في ترجمة يحيى بن سعيد الأنصاري، في بلاغاته في الثاني عشر، قال ابن وهب وأخبرني ابن سمعان قال: سمعت

رجالا من أهل العلم يقولون: إذا لدغ الإنسان، فنهشته حية أو لدغته عقرب، فليقرأ الملدوغ هذه الآية: ﴿نُودِيَ أَنۢ بُورِكَ مَن فِي ٱلنَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَهَا وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾.

وقال الشيخ أبو القاسم القشيري، في تفسيره في بعض التفاسير: إن الحية والعقرب، أتتا نوحا عليه الصلاة والسلام، فقالتا: احملنا، فقال نوح: لا أحملكما فإنكما سبب للبلاء والضرر، فقالتا: احملنا ونحن نعاهدك ونضمن لك أن لا نضر أحدا ذكرك، فعاهدهما وحملهما. فمن قرأ ممن كان يخاف مضرتهما حين يمسي وحين يصبح: ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٖ فِي ٱلۡعَٰلَمِينَ ٧٩ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجۡزِي ٱلۡمُحۡسِنِينَ ٨٠ إِنَّهُۥ مِنۡ عِبَادِنَا ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٨١﴾ [الصافات: 79-81]، ما ضرتاه.

ترجمہ: ابو عمر ابن عبد البر نے "التمہید" میں حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص شام کے وقت یہ کہے: ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٖ فِي ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ [الصافات: 79] تو اسے بچھو نہیں ڈسے گا۔ اور حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: بچھو کے بارے میں جو عہد لیا گیا تھا، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اس شخص کو نقصان نہیں پہنچائے گا جو رات یا دن میں یہ کہے: ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٖ فِي ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾.

اور ابن عبد البر کی "التمہید" میں حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ کے ترجمے میں ان کی مرسلات کے بارہویں مقام پر ابن وہب سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں: ابن سمعان نے

مجھے خبر دی کہ میں نے اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا: جب کسی انسان کو سانپ ڈس لے یا بچھو ڈنک مار دے تو جس شخص کو ڈسا گیا ہے وہ یہ آیت پڑھے: ﴿نُودِيَ أَنۢ بُورِكَ مَن فِي ٱلنَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَهَا وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾.

اور شیخ ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بعض تفاسیر کے حوالے سے لکھا ہے: سانپ اور بچھو حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا: ہمیں بھی کشتی میں سوار کر لیجیے، حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: میں تم دونوں کو سوار نہیں کروں گا کیونکہ تم دونوں مصیبت اور نقصان کا سبب ہو، انہوں نے عرض کیا: ہمیں سوار کر لیجیے، ہم آپ سے عہد کرتے ہیں اور آپ کو ضمانت دیتے ہیں کہ ہم اس شخص کو نقصان نہیں پہنچائیں گے جو آپ کا ذکر کرے گا، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ان دونوں سے عہد لے لیا اور انہیں کشتی میں سوار کر لیا۔

لہٰذا جو شخص ان دونوں کے ضرر سے خوف محسوس کرتا ہو، اگر وہ شام اور صبح یہ پڑھے: ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٖ فِي ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٧٩ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجۡزِي ٱلۡمُحۡسِنِينَ إِنَّهُۥ مِنۡ عِبَادِنَا ٱلۡمُؤۡمِنِينَ﴾ [الصافات: 79-81] تو وہ دونوں اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(حیاۃ الحیوان الکبری، ج2، ص192، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تفسیر القرطبي میں ہے:

فَمَنْ قَرَأَ حِينَ يَخَافُ مَضَرَّتَهُمَا ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٖ فِي ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾

[الصافات: 79]

لَمْ تَضُرَّاهُ، ذَكَرَهُ الْقُشَيْرِيُّ وَغَيْرُهُ. وَذَكَرَ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرَ فِي التَّارِيخِ لَهُ مَرْفُوعًا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي صَلَّى اللهُ عَلَى نُوحٍ وَعَلَى نُوحٍ السَّلَامُ لَمْ تَلْدَغْهُ عَقْرَبٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ».

ترجمہ: پس جو شخص سانپ اور بچھو کے ضرر سے خوف کے وقت یہ آیت پڑھے: ﴿سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ﴾ [الصافات: 79] تو وہ دونوں اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اسے امام قشیری رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

اور حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص شام کے وقت یہ کہے: "صَلَّى اللهُ عَلَىٰ نُوحٍ وَعَلَىٰ نُوحٍ السَّلَامُ" تو اس رات اسے بچھو نہیں ڈسے گا۔

(الجامع لأحكام القرآن المعروف تفسير القرطبي، امام قرطبي، ج9، ص32، ط: دار الكتب المصرية—القاهرة)

اسمائے اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم سے استفادہ اور برکت

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ کے علاوہ اسمائے اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم میں بھی تاثیر منقول ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ سے منسوب ہے کہ اس سند کو اگر کسی دیوانے پر پڑھ دیا جائے تو وہ صحت یاب ہو جائے۔

حدثنا علي بن موسى الرضا حدثني أبي موسى بن جعفر حدثني أبي جعفر بن محمد حدثني أبي محمد بن علي حدثني أبي علي بن الحسين بن علي حدثني أبى على ابن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم.

حدثنا رسول الله ﷺ عن جبريل عليه السلام. قال: قال الله عز وجل: «إني أنا الله لا إله إلا أنا فاعبدوني، من جاءني منكم بشهادة أن لا إله إلا الله بالإخلاص دخل في حصني، ومن دخل في حصني أمن من عذابي». هذا حديث ثابت مشهور بهذا الإسناد من رواية الطاهرين عن آبائهم الطيبين، وكان بعض سلفنا من المحدثين إذا روى هذا الإسناد قال لو قرئ هذا الإسناد على مجنون لأفاق.

ترجمہ: حضرت علی بن موسیٰ رضا رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت موسیٰ بن جعفر نے حدیث بیان کی، انہوں نے اپنے والد حضرت جعفر بن محمد سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد علی بن حسین بن علی سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بیان فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری عبادت کرو، تم میں سے جو شخص اخلاص کے ساتھ اس گواہی کے ساتھ میرے پاس آئے کہ اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں، وہ میرے قلعے میں داخل ہو جائے گا، اور جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

یہ حدیث اسی سند کے ساتھ ثابت اور مشہور ہے، اس میں پاکیزہ اور طاہر بزرگ اپنے پاکیزہ آباء سے روایت کرتے ہیں، اور ہمارے متقدمین محدثین میں سے بعض حضرات جب اس سند سے یہ حدیث روایت کرتے تو فرماتے: اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھی جائے تو وہ بھی صحت یاب ہو جائے گا۔

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء أبو نعیم الأصبهاني (۴۳۰ھ-)، ج1، ص255، ط: الناشر: مطبعۃ السعادۃ- بجوار محافظۃ مصر)

قال أحمد لو قرأت هذا الإسناد على مجنون لبرىء من جنته.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ سند کسی مجنون پر (پڑھوں) تو وہ بھی صحت یاب ہو جائے گا۔

(الصواعق المحرقۃ علی أھل الرفض والضلال والزندقۃ لابن حجر الھیتمي، ج2، ص595، ط: مؤسسۃ الرسالۃ- لبنان)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ سے بھی اس سند کے بارے میں یہ منقول ہے کہ اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھ کر دم کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ شفا یاب ہو جائے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ علم کے نزدیک بعض بزرگوں کی نسبت اور ان کے اسمائے مبارکہ سے متعلق ایسے مجربات بھی منقول رہے ہیں جنہیں بطورِ تجربہ بیان کیا گیا ہے فرماتے ہیں:

قال أبو الصلت: لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لبرأ.

ابو الصلت کہتے ہیں: اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھی جائے تو وہ بھی صحت یاب ہو جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ج1، ص25، ح65، ط: دار إحیاء الکتب العربیۃ)

اگرچہ بعض محدثین نے اس سند پر وضع کا حکم لگایا ہے، تاہم یہ حکمِ موضوع محلِ نظر ہے، چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ نور الدین السندی رحمہ اللہ نے اپنی "شرح سنن ابن ماجہ" میں اس روایت کے متعلق تفصیلی کلام نقل فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے مطلقاً موضوع قرار دینا درست نہیں۔

فرماتے ہیں: والحديث عده ابن الجوزي في الموضوعات قال فيه أبو الصلت متهم ممن لا يجوز الاحتجاج به وتابعه على ذلك جماعة منهم بعض شراح الكتاب وفي الزوائد إسناد هذا الحديث ضعيف لاتفاقهم على ضعف أبي الصلت الراوي قال السيوطي والحق أنه ليس بموضوع وأبو الصلت وثقه ابن معين وقال: ليس ممن يكذب وقال في الميزان رجل صالح إلا أنه شيعي تابعه علي بن غراب وقد روى له النسائي وابن ماجه ووثقه ابن معين والدارقطني قال أحمد أراه صادقا وقال الخطيب كان غاليا في التشيع وأما في روايته فقد وصفوه بالصدق ثم ذكر له بعض المتابعات قوله: (لبرأ من جنونه) لما في الإسناد من خيار العباد وهم خلاصة أهل بيت النبوة رضي الله تعالى عنهم.

ترجمہ: ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے، انہوں نے فرمایا

کہ اس کی سند میں ابو الصلت متہم راوی ہے اور وہ ایسا شخص ہے جس سے احتجاج نہیں کیا جاسکتا، بعض شارحینِ کتاب سمیت ایک جماعت نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے، الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے، کیونکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کے راوی ابو الصلت ضعیف ہیں۔

لیکن امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔

اور ابو الصلت کو امام ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے اور فرمایا: وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں ہے۔

میزان میں ان کے بارے میں ہے: وہ نیک آدمی تھے، البتہ شیعہ تھے۔

ان کی متابعت علی بن غراب نے بھی کی ہے، امام نسائی اور ابن ماجہ نے بھی ان سے روایت کی ہے، ابن معین اور دارقطنی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: میں انہیں سچا ہی سمجھتا ہوں۔

خطیب بغدادی نے کہا: وہ تشیع میں غلو رکھتے تھے، لیکن ان کی روایت کے اعتبار سے محدثین نے انہیں صدق کے ساتھ موصوف کیا ہے۔

پھر مصنف نے اس حدیث کے لیے بعض متابعات بھی ذکر کی ہیں۔

مصنف کے قول "لَبَرِئَ مِنْ جُنُونِهِ" کا مطلب ہے: وہ اپنے جنون سے صحت یاب ہو جاتا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں بہترین عبادت گزار لوگ موجود ہیں جو اہلِ بیتِ نبوت کا منتخب اور برگزیدہ خاندان ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(حاشية السندي على سنن ابن ماجه، نور الدين السندي (1138ھ)، ج 1، ص 35، ح 65، ط: دار الجيل – بيروت)

ایک اہم وضاحت: اہلسنت کی کتابوں مین شیعہ راوی سے روایت کیوں؟ جیسا کی مذکورہ اقتباس میں بھی بیان ہوا کہ "وہ نیک آدمی تھے، البتہ شیعہ تھے"!

اہلسنت کتب میں کچھ شیعہ راوی ہیں لیکن متقدمین کے نزدیک شیعہ اور روافض میں بہت فرق ہے، ان کا معاملہ آج کل کے شیعہ حضرات کی طرح نہ تھا کہ ان کے روافض کے مابین کچھ فرق و امتیاز نہیں، بلکہ متقدمین کے نزدیک شیعہ سے مراد وہ لوگ تھے جو صرف تفضیل کے قائل تھے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل جانتے تھے، اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برحق امام اور صحابی سمجھتے تھے مگر اس طرح کے کچھ لوگ اہل سنت میں بھی گذرے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دیتے تھے لہٰذا یہ ایسی بات نہیں جو بہت بڑی قابلِ اعتراض ہو، ہاں کچھ شیعہ حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے اگرچہ وہ شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق اس عقیدہ کے حامل بھی تھے کہ وہ برحق امام اور صحابی تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیتے تھے اوران کی بات زیادہ سے زیادہ بدعت کے زمرہ میں آتی ہے اور اصولِ حدیث میں مبتدعین کی روایت کو درج ذیل شرائط سے قبول کیا گیا ہے :

(1)وہ صدوق ہو متہم بالکذب نہ ہو، عادل ہو۔

(2)وہ اپنی بدعت کی طرف داعی نہ ہو۔

(3)اس کی روایت اس کی بدعت کی مؤید نہ ہو۔

باقی روافض وہ تو متقدمین کے نزدیک وہ تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کچھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر تمام صحابہ کو معاذاللہ بے دین اور غاصب وغیرہ کہتے رہتے ہیں گویا ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر کو ترک کر دیا ہے اس طرح کے شخص کی روایت قطعاً غیر مقبول ہے۔

(ڈاکٹر فیض احمد چشتی صاحب کے مضمون "سنی کتب احادیث میں شیعہ راوی فریب کا جواب حصہ اول" سے ماخوذ)

مزید اس روایت کے متعلق امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک استفتاء کے جواب میں نقل فرمایا ہے:

امام ابن حجر مکی "صواعق محرقہ" میں نقل فرماتے ہیں: جب امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ نیشاپور میں تشریف لائے، چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا، حافظان حدیث امام ابو ذرعہ رازی و امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بیشمار طالبان علم و حدیث حاضر خدمت انور ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کیا اپنا جمالِ مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آبائے کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے، امام نے سواری روکی اور غلاموں کو

حکم فرمایا پردہ ہٹالیں خلق خدا کی آنکھیں جمال مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں، دو گیسو شانہ مبارک پر لٹک رہے تھے، پردہ ہٹتے ہی خلق خدا کی وہ حالت ہوئی کہ کوئی چلاتا ہے، کوئی روتا ہے، کوئی خاک پر لوٹتا ہے، کوئی سواری مقدس کا سُم چومتا ہے، اتنے میں علماء نے آواز دی: خاموش سب لوگ خاموش ہو رہے۔ دونوں امام مذکور نے حضور سے کوئی حدیث روایت کرنے کو عرض کی حضور نے فرمایا:

حدثني أبي موسى الكاظم عن أبيه جعفر الصادق عن أبيه محمد الباقر عن أبيه زين العابدين عن أبيه الحسين عن أبيه علي ابن ابي طالب رضى الله تعالى عنهم قال حدثني حبيبي وقرة عيني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال حدثني جبريل قال سمعت رب العزة يقول لا اله الا الله حصنى فمن قال دخل حصنى أمن من عذابى.

یعنی امام علی رضا امام موسیٰ کاظم وہ امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر وہ امام زین العابدین وہ امام حسین وہ علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ ان سے جبریل نے عرض کی کہ میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے سنا کہ "لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا، میرے عذاب سے امان میں رہا۔"

یہ حدیث روایت فرما کر حضور رواں ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا، دواتوں والے جو ارشاد مبارک لکھ رہے تھے شمار کئے گئے، بیس ہزار سے زائد تھے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ من جنته. یہ مبارک سند اگر مجنون پر پڑھوں تو ضرور اسے جنون سے شفا ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج9، ص134-135، رسالہ: الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن، ط: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مدینۂ منورہ کے فقہائے سبعہ کے اسمائے مبارکہ کی برکت

مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ کے اسمائے مبارکہ کے متعلق بھی بعض منقول فوائد ذکر کیے گئے ہیں، مثلاً ان کے نام لکھ کر گندم میں رکھنے سے کیڑوں سے محفوظ رہنے اور سر پر لکھنے یا دم کرنے سے دردِ سر کے دور ہونے کا ذکر بھی موجود ہے۔

ومن الفوائد المستغربة: ما أخبرني به بعض أهل الخير أن أسماء الفقهاء السبعة، الذين كانوا بالمدينة الشريفة، إذا كتبت في رقعة وجعلت في القمح فإنه لا يسوس، ما دامت الرقعة فيه، وهم مجموعون في قول الأول:

ألا كل من لا يقتدي بأيمة ... فقسمته ضيزى عن الحق خارجه

فخذهم عبيد الله عروة قاسم ... سعيد أبو بكر سليمان خارجه

وأفادني بعض أهل التحقيق، أن أسماءهم إذا كتبت وعلقت على الرأس، أو ذكرت عليه

أزالت الصداع العارض له وقد تقدم في باب الجيم في الجراد ذكر الآيات التي تنفع للصداع.

وأفادني بعض أهل العلم، أن هذه الأسماء إذا كتبت في رقعة وعلقت على الرأس، أذهبت الصداع والشقيقة.

ترجمہ: اور ان عجیب و نادر فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے: مجھے بعض نیک لوگوں نے یہ بات بتائی کہ مدینہ منورہ میں موجود فقہائے سبعہ کے نام اگر کسی کاغذ پر لکھ کر اسے گندم میں رکھ دیا جائے تو جب تک وہ کاغذ گندم میں موجود رہے گا، اس میں گھن نہیں لگے گا۔

ان فقہائے سبعہ کے نام ایک شعر میں جمع کیے گئے ہیں:

ألا كل من لا يقتدي بأئمةٍ فقسمته ضيزى عن الحق خارجة

فخذهم عبيد الله عروة قاسمٌ سعيدٌ أبو بكرٍ سليمانُ خارجة

یعنی ان کے نام یہ ہیں: (1) عبید اللہ، (2) عروہ، (3) قاسم، (4) سعید، (5) ابو بکر، (6) سلیمان، (7) خارجہ۔

اور بعض اہلِ تحقیق نے مجھے یہ فائدہ بھی بتایا کہ اگر ان فقہائے سبعہ کے نام لکھ کر سر پر رکھیں یا سر پر ان کا دم کیا جائے تو سر میں ہونے والا عارضی درد دور ہو جاتا ہے۔

اس سے پہلے حرفِ جیم کے باب میں "جراد" کے تحت وہ آیات بھی بیان ہو چکی ہیں جو سر درد کے لیے مفید ہیں۔

اور بعض اہلِ علم نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اگر ان ناموں کو کسی کاغذ پر لکھ کر سر پر رکھا جائے تو سر درد اور شقیقہ (آدھے سر کے درد) سے نجات مل جاتی ہے۔

(حیاۃ الحیوان الکبری، ج2، ص53، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اصحابِ کہف کے اسمائے مبارکہ کی برکت

اصحابِ کہف کے اسمائے مبارکہ کے متعلق بھی بعض فوائد و مجربات منقول ہیں، امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

وفي تفسير الطبري إذا كتبت أسماء أصحاب الكهف في شيء وألقى في النار طفئت.

ترجمہ: تفسیر طبری میں ہے، اگر اصحابِ کہف کے نام کسی چیز پر لکھ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ بجھ جائے گی۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج3، ص360، رقم 641، ط: المکتبۃ التجاریۃ الکبری - مصر)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

قال النووي: ويسن أن يدعو معه بدعاء الكرب، وفي تفسير الطبري: إذا كتب أسماء أهل الكهف في شيء وألقي في النار أطفئت.

ترجمہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مستحب ہے کہ اس کے ساتھ دعائے کرب بھی پڑھی جائے۔

اور تفسیر طبری میں ہے: اگر اصحابِ کہف کے نام کسی چیز پر لکھ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ بجھ جائے گی۔

(شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية.، ج9، ص429، ط: دار الكتب العلمية)

اصحابِ کہف کے ناموں کی برکت کو بیان کرتے ہوئے مفتی اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح محمد قاسم القادری عطاری دامت برکاتہم العالیہ تفسیر صراط الجنان میں تفسیرِ جمل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اصحابِ کہف کے نام بڑے بابرکت ہیں اور اکابر بزرگانِ دین نے ان کے فوائد وخواص بیان کئے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اَسماء لکھ کر دروازے پر لگادیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں ہوتا، کشتی یا جہاز اُن کی برکت سے غرق نہیں ہوتا، بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آجاتا ہے، کہیں آگ لگی ہو اور یہ اسماء کپڑے میں لپیٹ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے، بچے کے رونے، باری کے بخار، دردِ سر، ام الصبیان (خاص قسم کے دماغی جھٹکے اور دورے،) خشکی وتری کے سفر میں، جان ومال کی حفاظت، عقل کی تیزی اور قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر تعویذ کی طرح بازو میں باندھے جائیں۔

(تفسیر صراط الجنان، جلد5، صفحہ 541، مکتبۃ المدینہ)

شیخ علی بن ہیتی کے نام کی برکت

اسی طرح شیخ علی بن ہیتی رحمہ اللہ کے نام کی تاثیر کے بارے میں بھی منقول ہے کہ جس شخص پر شیر حملہ آور ہو، اگر وہ شیخ علی بن ہیتی رحمہ اللہ کا نام لے تو شیر واپس لوٹ جاتا ہے، نیز ان کے نام کا ذکر کرنے سے مچھر کے کاٹنے سے محفوظ رہنے کا بھی تجربہ بیان کیا گیا ہے۔

جس کو امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین و ملت، امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "فتاویٰ افریقہ" میں بھی نقل فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع سے متعلق متعدد نظائر اور مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں، مزید شواہد اور نظائر کے لیے "فتاویٰ افریقہ، صفحہ 151 تا 157، مکتبہ نوریہ رضویہ" کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

ان مذکورہ دلائل، منقول فوائد اور مجرب اعمال کو ذکر کرنے کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام، اولیائے عظام اور صالحین کے اسمائے مبارکہ میں برکت و تاثیر کا تصور محض کوئی نیا یا خود ساختہ نظریہ نہیں، بلکہ اس کی نظائر احادیثِ طیبہ، آثارِ صحابہ اور متعدد اکابر و صالحین کے معمولات میں ملتی ہیں، متقدمین و متاخرین کی متعدد کتب میں اسمائے انبیاء و اولیاء کے ذریعے حاصل ہونے والے فوائد اور بعض مجرب اعمال نقل کیے گئے ہیں، لہٰذا کسی بزرگ سے منسوب ایسا عمل یا وظیفہ جو شریعتِ مطہرہ کے کسی صریح حکم کے مخالف نہ ہو، اسے اصلِ اباحت کے تحت جائز قرار دیا جائے گا۔

اس کی ایک واضح نظیر نمازِ غوثیہ بھی ہے، جس کا طریقہ خود سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، اور متعدد اکابر و مشائخ، مثلاً شیخ ابو الحسن علی بن یوسف اللخمی الشطنوفی (703ھ)، شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب میں اسے ذکر فرمایا ہے۔

لہٰذا مذکورہ اصول، بیان کردہ شواہد اور متعدد نظائر کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نسخۂ بغدادی بھی ایک جائز و مفید عمل ہے جسے کوئی شخص اختیار کرے تو شرعاً درست اور ناجائز نہ جانتے ہوئے نہ کرے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔

نمازِ غوثیہ کا طریقہ

ابو المعالی کہتے ہیں کہ میں شیخ ابو الحسن نانبائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس حکایت کو میں نے ان سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے شیخ ابو القاسم عمر بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبد القادر سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی۔ اور جس تکلیف میں مجھے پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی، اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا توسل کرے تو اس کی حاجت پوری ہو گی، جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے، پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت مانگے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

(بہجۃ الاسرار، للامام الشطنوفی، مترجم، ص294-295، ط: گنج شکر پرنٹرز لاہور)

(زبدۃ الآثار، للشیخ عبد الحق الدھلوی، ص۱۰۹، ط: بکسلنگ کمپنی بمبئی)

نسخۂ بغدادی اور اسم غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

اب اصل مسئلہ " نسخۂ بغدادی " کو سمجھیے اگر نسخۂ بغدادی ایک مجرب عمل ہے جسکے متعلق علماء نے اپنے تجربات سے بیان فرمایا ہے کہ یہ عمل کرنے سے سارا سال مصیبتوں میں سے حفاظت ہوتی ہے، اور اس میں ایسے کلمات استعمال کیے جاتے ہیں جن میں نا شرک ہے، نا کفر، نا ہی شریعت کے کسی اصول کی مخالفت ہے تو یہ نسخۂ بغدادی بالکل جائز و درست ہے۔

اور محض یہ کہ اس میں کسی بزرگ کا نام یا ان سے منسوب کوئی مبارک نسبت موجود ہے، اس بنیاد پر اسے فوراً شرک، کفر یا بدعتِ سیئہ قرار دینا نہ انصاف ہے نہ علمی دیانت؛ بلکہ اعلی درجے کی جہالت و حماقت۔

البتہ کسی بھی تعویذ دم یا رقیہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے الفاظ، مفہوم اور طریقۂ استعمال کا جائزہ لیا جائے کہ آیا یہ شریعت مطہرہ کے موافق ہے یا مخالف اگر موافق ہے تو مقبول اور مخالف ہے تو مردود۔

یہاں ایک نہایت اہم اصول بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے: مستقل بالذات اور شفا دینے والا حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہے، مسنون وظائف، دعا، دوا، دم، کسی بزرگ کی نسبت یا کسی اور سبب میں مستقل تاثیر ماننا عقیدہ توحید کے خلاف ہے، سبب کو سبب سمجھا جائے اور مستقل بالذات اور مؤثرِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

لہذا نسخۂ بغدادی کو ایک جائز رقیہ اور مجرب عمل کے طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے، جسے اہلِ علم نے اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے، اس اعتبار سے اس کے کرنے میں شرعاً کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔

"داتا صاحب کی گھوڑی" والے دَم کی حیثیت

اب اسی اصول کی روشنی میں اس دم کو دیکھیے جس کا ذکر بعض حلقوں میں مذاق کے طور پر کیا جاتا ہے، جسے امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے ایک بزرگ سے منسوب مجرب عمل کے طور پر بیان کیا گیا ہے، وہ یہ کہ جس جگہ درد ہو وہاں ہاتھ رکھے اور کہے "داتا صاحب کی گھوڑی وہی اندھیری رات زید کا درد سر کا جائے یہی لگی میری آس"۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر کسی بزرگ سے کوئی عمل منقول ہو اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اسے کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے، لہذا محض اس کی غیر مانوس تعبیر یا انداز کی وجہ سے اس کا مذاق اڑانا درست نہیں، بلکہ جہالت وحماقت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر دم کرنا دعا کرنا خود صحیح حدیث سے ثابت ہے، حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ والی صحیح مسلم کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے درد کی جگہ ہاتھ رکھنے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے، حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم میں درد کی شکایت رسول

اللہ ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ. وَقُلْ: بِاسْمِ اللَّهِ، ثَلَاثًا. وَقُلْ، سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ.

ترجمہ: اپنے جسم کے جس حصے میں تکلیف ہو، اس پر اپنا ہاتھ رکھو اور تین مرتبہ کہو: "بسم الله" "اللہ کے نام سے، پھر سات مرتبہ یہ کہو: "أَعُوذُ بِالله وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ". میں اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں اور جس سے مجھے اندیشہ ہے۔

(صحیح مسلم، ج7، ص21، ح2202، ط: دار الطباعة العامرة–ترکیا)

اس سے معلوم ہوا کہ درد کی جگہ ہاتھ رکھنا اور اس کے ساتھ دعا و ذکر کرنا سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔

لہٰذا کسی دم میں درد کی جگہ ہاتھ رکھا جائے تو اس حصے کی اصل حدیث سے ثابت ہے، اور اگر کسی مخصوص مجرب عمل میں کسی بزرگ کی طرف منسوب کوئی عبارت بھی شامل ہو تو اس کے الفاظ کا شرعی جائزہ لیا جائے، نہ کہ محض نام سن کر اسے شرک یا کفر قرار دیا جائے یا موضع طعن بنایا جائے۔

ایک بنیادی فرق: عقیدہ اور سبب

یہاں ایک نہایت اہم فرق سمجھنا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ: فلاں بزرگ، فلاں نام، فلاں چیز یا فلاں دم اللہ تعالیٰ سے الگ موثر حقیقی اور مستقل بالذات ہو کر شفا دیتا ہے تو یہ عقیدہ شرکیہ ہو گا جو کہ ہر گز ہر گز جائز نہیں ہو سکتا، کیوں کہ مؤثر حقیقی اور مستقل بالذات شفا دینے والی ذات صرف اللہ پاک کی ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں، اور کوئی مسلمان غیر اللہ کے لیے موثر حقیقی اور مستقل بالذات کا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

لہٰذا اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ: اللہ تعالیٰ ہی شفا دینے والا ہے اور فلاں دعا، دوا، دم، نسبت یا چیز کو اللہ تعالیٰ نے سبب بنایا ہے یا تجربے سے اس میں نفع دیکھا گیا ہے تو یہ بالکل مختلف معاملہ ہے اور اس کو جائز ہی سمجھا جائے گا۔ جیسے کہ دوائی (Medicine) کو اللہ پاک نے شفا کا سبب بنایا ہے جبکہ حقیقی شفا دینے والا اللہ تعالی ہے تو اسی طرح یہ دعا، دم اور تعویذ بھی اللہ پاک کی عطا سے اللہ پاک کے سبب بنانے سے یہ شفا دینے والے ہیں نہ کہ مستقل اور حقیقی موثر کے طور پر۔

لہٰذا کسی عمل کا جائز یا ناجائز ہونا صرف اس کے الفاظ دیکھ کر نہیں بلکہ الفاظ کے ساتھ مفہوم، عقیدہ اور طریقۂ استعمال سب کو دیکھ کر طے کیا جائے گا۔

کیا قرآن کو چھوڑ کر بزرگوں کے نام سے دم کیا جائے؟

ہر گز نہیں! قرآنِ کریم کو چھوڑنے یا اس کی جگہ کسی اور عمل کو مقدم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس میں شفا اور برکت و رحمت

ہے، لہٰذا ایک مسلمان کو قرآنِ کریم کی تلاوت، قرآنی آیات، مسنون دعاؤں اور ثابت شدہ اذکار کو ہمیشہ مقدم رکھنا چاہیے اور ساتھ ہی کوئی شخص کسی بزرگ سے منسوب جائز عمل بھی کرتا ہے تو ہرگز ہرگز اسے قرآن و سنت کے خلاف اور ناجائز و حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب شریعت مطہرہ اسے ناجائز قرار نہیں دے رہی تو اسے ناجائز کہنا شریعت مطہرہ پر افترا باندھنا ہے۔

مثلاً نسخۂ بغدادی کے عمل میں بھی پہلے بسم اللہ پڑھی جاتی ہے، پھر درودِ پاک پڑھا جاتا ہے، اور اس کے بعد منقول عمل کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اسے محض ایک جائز مجرب عمل سمجھ کر کیا جائے تو اس میں بذاتِ خود کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔

البتہ کسی جائز مجرب عمل کے جواز کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن و سنت کو چھوڑ کر صرف اسی عمل کے پیچھے پڑا جائے، اور ویسے بھی کوئی مسلمان کسی دم رقیہ یا بزرگانِ دین و اولیاء صالحین کے اسمائے مبارکہ سے برکت حاصل کرنے یا ان کے نام کا وسیلہ لے کر دعا کرنے کے منقول و جائز طریقوں کو قرآنِ کریم اور مسنون اذکار کا متبادل قرار نہیں دیتا، اصل بنیاد قرآن و سنت ہی ہیں، جبکہ دیگر جائز اعمال ان کے ساتھ اضافی حیثیت رکھتے ہیں۔

کیا ایسے عمل کرنے والے کو مشرک یا بدعتی کہا جائے؟

محض کسی ایسے دم کے کرنے کی وجہ سے کہ جس میں کوئی شرکیہ یا کفریہ مضمون موجود نہ ہو، کسی مسلمان کو مشرک، کافر یا بدعتی قرار دینا انتہائی سنگین معاملہ ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث کا اصول سامنے ہے: «لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ» یعنی دم میں اس وقت تک حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔ لہٰذا پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ اس عمل میں شرک کہاں ہے؟ کفریہ کلمہ کہاں ہے؟ حرام کیا ہے؟ اور شریعت کی کون سی قطعی دلیل اس کی ممانعت کرتی ہے؟ محض یہ کہنا کہ "یہ ہمیں عجیب لگتا ہے"، "ہم نے پہلے نہیں سنا" یا "یہ ہماری عادت کے خلاف ہے" کسی عمل کو شرک تو بہت دور؛ غلط ثابت کرنے کے لیے بھی کافی نہیں۔

محترم قارئین! مندرجہ بالا قرآنی آیات، احادیث، آثار اور اقوال سے چند بنیادی باتیں سامنے آتی ہیں:

اول: قرآنِ کریم شفا ہے اور قرآن سے دم کرنا شرعاً ثابت، اولی وافضل ہے۔

دوم: رسول اللہ ﷺ نے رقیہ و دم کی اجازت دی ہے۔

سوم: لیکن ہر دم جائز نہیں؛ کہ شرکیہ اور باطل کلمات پر مشتمل دم ہمیشہ ممنوع ہے۔

چہارم: بعض آثار، اقوالِ علماء اور مجربات میں انبیائے کرام علیہم السلام، اہلِ بیت اطہار اور صالحین کی نسبتوں سے فوائد کا ذکر ملتا ہے لہذا اسے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پنجم: درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر دم کرنا یا دعا کرنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

ششم: دیگر اوراد و وظائف اور اسماء مبارکہ کی طرح "نسخۂ بغدادی" کو بھی ایک مجرب دم کے طور پر کیا جائے تو محض اس نسبت کی وجہ سے اسے شرک یا حرام و ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ہفتم: نسخۂ بغدادی کی مخصوص نسبت اور اس کے مخصوص الفاظ قدیم کتب میں ہمیں منقول نہیں ملتے۔

البتہ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے رسالہ ”جنات کا بادشاہ“ میں، اور مولانا انوار قادری صاحب نے ”انوار البیان“ میں نقل کیا ہے، اور ”انوار البیان“ میں ۱۲۹۲ھ میں تصنیف کی گئی کتاب ”نافع الخلائق“، مصنف مولوی زوار خان صاحب، کے حوالے سے یہ عمل منقول ہے۔

نوٹ: یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ”نافع الخلائق“ دراصل فارسی زبان میں لکھی گئی کتاب ”خواصِ قرآن“ کا اردو ترجمہ ہے، جس میں مترجم نے اصل کتاب کے ترجمے کے ساتھ بعض اضافے بھی کیے ہیں، اور اسی مجموعے کو ”نافع الخلائق“ کے نام سے پیش کیا گیا۔

نسخۂ بغدادی پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب

بعض حضرات نسخۂ بغدادی یا بزرگوں کے نام سے کیے جانے والے دم و وظائف پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل قرآن و حدیث میں نہیں، اس لیے یہ ناجائز ہے۔

یہ استدلال درست نہیں؛ کیونکہ ہر جائز عمل کا بعینہٖ اسی نام اور اسی ترکیب کے ساتھ قرآن و حدیث میں موجود ہونا ضروری نہیں، اصل اصول یہ ہے کہ وہ عمل شریعت کے کسی مسلمہ اصول سے نا ٹکرائے، کسی شرکیہ کفریہ الفاظ پر مشتمل نہ ہو۔

پہلی بات: دم کا اصل جواز خود احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، نبی کریم ﷺ نے دم پیش کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: «لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك» یعنی دم میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

دوسری بات: حدیث پاک میں حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے دم کو نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا، اسے جاری رکھنے کا حکم دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھانے کا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر دم کا بعینہٖ قرآن میں مذکور ہونا ضروری نہیں۔

تیسری بات: بزرگانِ دین کے اسماء یا ان سے منسوب کسی بابرکت چیز کا ذکر کرنا بذاتِ خود شرک نہیں، اصل عقیدہ یہ ہے کہ حقیقی مؤثر اللہ تعالیٰ ہی ہے؛ اگر کوئی بزرگ کے نام، دعا، دم یا کسی بابرکت نسبت سے فائدہ حاصل ہونے کا عقیدہ رکھے اور مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو مانے تو محض اس نسبت کی وجہ سے اسے مشرک قرار نہیں دیا جا سکتا۔

چوتھی بات: مخصوص عدد یا مخصوص ترتیب بھی محض اس وجہ سے حرام یا بدعت نہیں ہو جاتی کہ وہ حدیث میں بعینہٖ مذکور نہیں۔ جب تک اس میں کوئی شرعی ممانعت نہ ہو، مباح وظائف اور مجرب اعمال کے لیے گنجائش رہتی ہے۔

لہٰذا نسخۂ بغدادی کے متعلق یہ بات ذہن میں اچھے سے بٹھا لیجیے کہ اسے قرآن و حدیث کا منصوص علیہ وظیفہ قرار نہیں دیا جاتا، بلکہ یہ ایک جائز دم و مجرب عمل کے طور پر معمول بہ ہے۔

لہٰذا تمام مذکورہ اصول، احادیث، آثار، اقوال اور تشریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دم کرنا شرعاً جائز ہے اور اس کی اصل قرآن و سنت میں موجود ہے، قرآنِ کریم سے دم کرنا افضل واعلیٰ طریقہ ہے، اور مسنون دعاؤں سے دم کرنا بھی ثابت ہے، اس کے ساتھ ایسا رقیہ بھی شرعی دائرے میں آسکتا ہے جس کے الفاظ میں شرک وکفر نہ ہو اور جس میں کوئی خلافِ شرع مضمون نہ پایا جائے، اسی طرح کسی بزرگ سے منسوب کسی جائز عمل کو محض اس نسبت کی وجہ سے شرک یا بدعت قرار دینا درست نہیں، ہاں اگر کسی عمل میں حقیقتاً کوئی شرعی خرابی موجود ہو تو اسے دلیل کے ساتھ واضح کیا جائے۔

نسخۂ بغدادی کے بارے میں بھی یہی منصفانہ اصول اختیار کیا جائے گا: اسے ایک

مجرب دم کے طور پر علماء کرام وبزرگانِ دین نے بیان فرمایا ہے لہذا اسے کرنا جائز ہے، اور جو لوگ کسی ایسے عمل کو سمجھے بغیر، تحقیق کیے بغیر یا صرف اس کے نام اور الفاظ کو دیکھ کر مذاق بناتے اور لوگوں کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں، انہیں چاہیے کہ پہلے اصولِ رقیہ اور احادیثِ رسول ﷺ کا مطالعہ کریں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: «لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ» پس معیار یہ نہیں کہ دم کا نام کیا ہے یا وہ ہمیں کتنا مانوس محسوس ہوتا ہے؛ معیار یہ ہے کہ اس میں شرک ہے یا نہیں، اس کا عقیدہ کیا ہے، اس کے الفاظ کیا ہیں اور شریعت کے اصول اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں، لہذا شریعت کے اصول کے مطابق ہی اسے مردود یا مقبول کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت کی صحیح سمجھ، اکابرِ امت کا ادب، تحقیق میں دیانت اور ہر معاملے میں اعتدال نصیب فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ۔

ماخذومراجع

قرآن کریم

تفسير القرطبي، امام القرطبي ، ط : دار الكتب المصرية القاهرة

صحيح البخاري، امام بخارى ، ط: دار التأصيل – القاهرة

صحيح مسلم، امام مسلم، ط: دار الطباعة العامرة – تركيا

سنن ابن ماجه ،امام ابن ماجہ، ط: دار إحياء الكتب العربية

المستدرك على الصحيحين، امام حاکم، ط: دار الكتب العلمية – بيروت

عمل اليوم والليلة، ابن السني، ط: دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن - جدة / بيروت

هواتف الجنان، للخرائطي ،ط: دار البشائر للطباعة والنشر والتوزيع

حياة الحيوان الكبرى، للدميرى ، ط : دار الكتب العلمية، بيروت

تفسير روح البيان، اسماعيل حقى، ط: دار الفكر – بيروت

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء أبو نعيم الأصبهاني ، ط: الناشر: مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر

الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة ،ابن حجر الهيتمي ، ط : مؤسسة الرسالة – لبنان

بہجۃ الاسرار ،امام الشطنوفی، مترجم، ط: گنج شکر پرنٹرز لاہور

زبدۃ الآثار، الشیخ عبد الحق محدث دہلوی ،ط:بکسلنگ کمپنی بمبئی

فيض القدير شرح الجامع الصغير ، امام عبد الرؤف المناوی، ط : المكتبة التجارية الكبرى - مصر

شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، امام عبد الباقی زرقانی ، ط : دار الكتب العلمية

حاشية السندي على سنن ابن ماجه، نور الدين السندي، ط : دار الجيل – بيروت

فتاویٰ رضویہ ،رسالہ: الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن، امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ،ط: رضا فاؤنڈیشن لاہور

فتاویٰ افریقہ، امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ، مکتبہ نوریہ رضویہ

تفسیر صراط الجنان، شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم عطاری المدنی ، مکتبۃ المدینہ